قبضہ سے پہلے چیز آگے بیچنا اور قبضہ کی مختلف صورتیں

دار الافتاء اہلسنت (دعوتِ اسلامی)
Darul Ifta AhleSunnat

ریفرنس نمبر: pin-7273   تاریخ: 24-08-2023

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ ہم جلانے کی مختلف اشیاء مثلاً: کوئلہ اور لکڑی وغیرہ فیکٹری میں سپلائی کرتے ہیں۔ جس کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ ہم کاروباری افراد سے یہ چیزیں خریدتے ہیں اور انہیں کہتے ہیں کہ یہ مال فلاں فیکٹری میں پہنچا دو۔ جب گاڑی مال لے کر فیکٹری میں پہنچتی ہے، تو فیکٹری کا چیکر مال کو چیک کرتا ہے اور مال میں جتنی مٹی وغیرہ شامل ہوتی ہے، اس کا وزن کاٹ کر اصل مال کی رسید بناتا ہے، مثلاً: ہزار کلو مال ہے اور اس میں پچاس کلو مٹی وغیرہ ہے، تو وہ ساڑھے نو سو کلو وزن کے حساب سے پرچی بنائے گا، مالک بھی اتنے وزن پر متفق ہوتا ہے، پھر گاڑی والا وہ رسید ہمیں بھیج دیتا ہے اور ہم اتنی قیمت مالک کو بھیج دیتے ہیں اور اپنی رقم فیکٹری سے وصول کر لیتے ہیں۔ پوچھنا یہ ہے کہ ہمارا خرید و فروخت کا یہ طریقہ شرعاً درست ہے یا نہیں؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

پوچھی گئی صورت میں خرید و فروخت کا یہ طریقہ شرعاً درست نہیں، کیونکہ منقولی یعنی ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے والی اشیاء کی خریداری کے بعد ان پر اپنا یا اپنے وکیل کا حقیقی یا حکمی قبضہ ہونے سے پہلے آگے بیچنا ناجائز اور گناہ ہے۔ اب پوچھی گئی صورت میں مال کو خریدنے کے بعد اس پر قبضہ کرنے سے پہلے ہی فیکٹری میں بیچ دیا جاتا ہے، لہذا یہ جائز نہیں۔ **اس کے جواز کی صورت یہ ہے کہ آپ مال پر قبضہ کرنے کے بعد اسے آگے بیچیں اور قبضہ کی درج ذیل دو صورتیں ہو سکتی ہیں:**

(1) خریداری کے بعد آپ یا آپ کا وکیل وہاں موجود ہوں اور مال آپ کے سامنے اس طرح رکھ دیا جائے کہ اگر آپ اس پر قبضہ کرنا چاہیں، اسے کہیں لے جانا چاہیں، تو بغیر کسی رکاوٹ کے بآسانی یہ کام کر سکیں، پھر اس کے بعد مالک آپ کو کہہ دے کہ اس پر قبضہ کر لیں۔ تو اس طرح کرنے سے بھی قبضہ شمار کر لیا جائے گا۔ شریعت کی اصطلاح میں اسے تخلیہ کہا جاتا ہے، جو قبضہ کے قائم مقام ہوتا ہے۔

(2) فیکٹری میں مال لے جانے والی گاڑی آپ کی طرف سے بُک ہو اور اس کا کرایہ بھی آپ ادا کریں، تو اس صورت میں جیسے ہی مال گاڑی میں لوڈ ہو گا، وہ آپ کے قبضہ میں آجائے گا، کیونکہ گاڑی کا ڈرائیور آپ کا اجیر یعنی ملازم ہو گا اور اس کا قبضہ شرعاً آپ کا قبضہ ہو گا۔

یہاں چند مزید احکام کو مدِ نظر رکھنا ضروری ہو گا، ورنہ یہ معاملہ پھر ناجائز ہو سکتا ہے:

☆ کوئلہ اور لکڑی وغیرہ خریدتے وقت اس کا ریٹ طے کرنا ضروری ہے کہ فی کلو کتنے کا ہو گا، اگر خریداری کے وقت ریٹ طے نہ کیا، تو خرید و فروخت ناجائز ہو گی، ہاں اگر خرید و فروخت کے وقت فی کلو کے اعتبار سے تو ریٹ طے ہے، لیکن یہ معلوم نہیں کہ کل مال کتنے کلو ہے، بلکہ وہ فیکٹری میں جا کر پتہ چلے گا، تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا، کیونکہ فقہاء نے آسانی کے پیشِ نظر اس کے جواز کا فتوی دیا ہے۔

☆ اگر قبضہ کرنے کے لیے کسی دوسرے کو وکیل بنانا ہے، تو وہ بائع یعنی بیچنے والے کے علاوہ کوئی اور شخص ہونا چاہیے، کیونکہ بائع مشتری یعنی خریدنے والے کی جانب سے قبضہ کا وکیل نہیں بن سکتا اور نہ ہی قبضہ سے پہلے مشتری کی چیز آگے بیچ سکتا ہے۔

☆ خریدار یا اس کے وکیل کے قبضہ کے بعد اگر وہ چیز فیکٹری میں پہنچنے سے پہلے ضائع ہو جاتی ہے، تو وہ خریدار ہی کی ضائع ہو گی، نہ کہ بیچنے والے کی۔

قبضہ سے پہلے چیز بیچنے کی ممانعت پر احادیث:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”من ابتاع طعاما فلا یبعه حتی یقبضه، قال ابن

عباس: واحسب کل شیء بمنزلة الطعام" ترجمہ: جو شخص غلہ خریدے، تو وہ اس پر قبضہ کرنے سے پہلے آگے نہ بیچے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: میں سمجھتا ہوں کہ تمام اشیاء غلہ ہی کے حکم میں ہیں۔ **(الصحیح لمسلم، ج3، ص1160، دار احیاء التراث العربی، بیروت)**

ایک اور حدیث میں ہے: "نہانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم ان نبیعہ، حتی ننقلہ من مکانہ" ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں چیز کو اس کی جگہ سے منتقل (اس پر قبضہ) کرنے سے پہلے آگے بیچنے سے منع فرمایا۔

(الصحیح لمسلم، ج3، ص1161، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت)

مزید ایک حدیث میں ہے: "نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔۔عن بیع ما لم یقبض" ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبضہ سے پہلے چیز کو بیچنے سے منع فرمایا۔

(المعجم الاوسط، باب الالف، ج2، ص154، مطبوعہ قاھرہ)

قبضہ سے پہلے چیز بیچنے کی ممانعت پر فقہی جزئیات:

مبسوطِ سرخسی میں ہے: "و کذلك ما سوی الطعام من المنقولات لا یجوز بیعہ قبل القبض عندنا" ترجمہ: ہمارے نزدیک کھانے کے علاوہ دیگر منقولی چیزوں کا بھی یہی حکم ہے کہ قبضے سے پہلے ان کی بیع جائز نہیں ہے۔ **(مبسوط سرخسی، ج13، ص10، مطبوعہ کوئٹہ)**

البنایہ شرح ہدایہ میں ہے: "بیع المنقول قبل القبض لا یجوز بالاجماع" ترجمہ: قبضہ سے پہلے منقولی چیز کی خرید و فروخت بالاجماع ناجائز ہے۔

(البنایة شرح هدایہ، ج8، ص299، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

قبضہ کی صورتوں کے بارے میں جزئیات:

تخلیہ سے قبضہ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ درِ مختار میں ہے: "التسلیم یکون بالتخلیة علی وجہ یتمکن من القبض بلا مانع و لا حائل" ترجمہ: تخلیہ سے بھی سپردگی ہو جاتی ہے، اس طور پر کہ

خریدار کے لیے کسی مانع اور رکاوٹ کے بغیر قبضہ کرنا، ممکن ہو۔

(درمختار مع ردالمحتار، ج4، ص561تا562، مطبوعہ دار الفکر، بیروت)

تخلیہ کی مزید وضاحت کرتے ہوئے صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ”بائع نے مبیع اور مشتری کے درمیان تخلیہ کر دیا، کہ اگر وہ قبضہ کرنا چاہے، کر سکے اور قبضہ سے کوئی چیز مانع نہ ہو اور مبیع و مشتری کے درمیان کوئی شے حائل بھی نہ ہو، تو مبیع پر قبضہ ہو گیا۔ اسی طرح مشتری نے اگر ثمن و بائع میں تخلیہ کر دیا، تو بائع کو ثمن کی تسلیم کر دی۔“

(بہارِ شریعت، ج2، ص641، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

وکیل کا قبضہ مؤکل کا قبضہ ہوتا ہے۔ چنانچہ مبسوط سرخسی میں ہے: ”قبض الوكيل في حق الموكل كقبضه بنفسه“ ترجمہ: مؤکل کے حق میں وکیل کا قبضہ خود مؤکل کے قبضہ کی طرح ہے۔

(مبسوط سرخسی، ج19، ص176، مطبوعہ کوئٹہ)

خریدار کی طرف سے گاڑی بک ہو اور کرایہ بھی وہ دے، تو اس سے بھی قبضہ ہو جائے گا۔ چنانچہ فتاوی ہندیہ میں ہے: ”اذا قال المشتری للبائع: ابعث الی ابنی و استاجر البائع رجلا یحمله الی ابنه، فهذا لیس بقبض والاجر علی البائع، الا ان یقول: استاجرْ علیّ من یحمله، فقبض الاجیر، یکون قبض المشتری“ ترجمہ: جب خریدار نے بائع سے کہا کہ مبیع میرے بیٹے تک پہنچادو اور بائع مشتری کے بیٹے تک مبیع پہنچانے کے لیے کسی شخص کو اجرت پر لے، تو یہ مشتری کا قبضہ شمار نہیں ہوگا اور اجرت بائع پر لازم ہوگی، ہاں اگر یوں کہے کہ میری طرف سے کسی کو کرائے پر لو، جو سامان لے جائے، تو اس صورت میں اجیر کا قبضہ خریدار کا قبضہ شمار ہوگا۔

(الفتاوی الھندیہ، ج3، ص19، مطبوعہ دار الفکر)

مسئلہ سے متعلق مزید بیان کردہ احکام کے جزئیات:

خرید و فروخت میں ثمن کی جہالت بیع جائز ہونے کے مانع ہے۔ فتاوی ہندیہ میں ہے: ”جهالة

المبیع اوالثمن مانعة جواز البیع اذا کان یتعذر معھا التسلیم ”ترجمہ: مبیع یا ثمن کی جہالت بیع جائز ہونے کے مانع ہے، جبکہ اس کی وجہ سے سپرد کرنا متعذر ہو۔

(فتاوی ھندیہ، ج3، ص122، مطبوعہ دار الفکر)

فی کلو کے اعتبار سے مال کی قیمت معلوم ہو، لیکن کل مال کی مقدار معلوم نہ ہو، تو پھر بھی خرید و فروخت جائز ہے۔ چنانچہ صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ”غلہ کی ایک ڈھیری اس طرح بیع کی کہ اس میں کا ہر ایک صاع ایک روپیہ کو، تو صرف ایک صاع کی بیع درست ہو گی اور اس میں بھی مشتری کو اختیار ہو گا کہ لے یا نہ لے، ہاں اگر اُسی مجلس میں وہ ساری ڈھیری ناپ دی یا بائع نے ظاہر کر دیا اور بتادیا کہ اس ڈھیری میں اتنے صاع ہیں، تو پوری ڈھیری کی بیع درست ہو جائے گی اور اگر عقد سے پہلے یا عقد میں صاع کی تعداد بتادی ہے، تو مشتری کو اختیار نہیں اور بعد میں ظاہر کی ہے تو ہے۔ **یہ قول امام اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کا ہے اور صاحبین کا قول یہ ہے کہ مجلس کے بعد بھی اگر صاع کی تعداد معلوم ہو گئی، بیع صحیح ہے اور اسی قول صاحبین پر آسانی کے لیے فتویٰ دیا جاتا ہے۔**“

(بہارِ شریعت، ج2، ص629، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

بائع مشتری کی طرف سے وکیل بالقبض نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ محیطِ برہانی میں ہے: ” البائع لا یصلح نائباً عن المشتری فی القبض ”ترجمہ: بائع مشتری کی جانب سے قبضہ کا نائب نہیں بن سکتا۔

(محیطِ برھانی، ج6، ص301، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

یونہی مشتری قبضہ سے پہلے بائع کو مبیع بیچنے کا وکیل بھی نہیں بنا سکتا۔ چنانچہ فتاوی شامی میں ہے: ”وان قال: بعه لی، لا یجوز۔۔وفی الجامع الفصولین: شراہ ولم یقبضه حتی باعه البائع من آخر باکثر فاجازہ المشتری لم یجز، لانه بیع ما لم یقبض ”ترجمہ: مشتری نے مبیع پر قبضہ کرنے سے پہلے بائع سے کہا کہ اس چیز کو میرے لئے بیچ دو، تو یہ جائز نہیں۔ اور جامع الفصولین میں ہے: کوئی چیز خریدی اور اس پر قبضہ نہ کیا، یہاں تک کہ بائع نے کسی اور کو وہ چیز زیادہ قیمت میں بیچ دی، پھر

مشتری نے اس بیع کو جائز قرار دیا، تب بھی یہ بیع جائز نہیں، کیونکہ یہ قبضہ سے پہلے بیع ہے۔

(ردالمحتار مع الدرالمختار، ج7، ص386، مطبوعہ پشاور)

خریدار کے قبضہ کے بعد مبیع ہلاک ہوئی، تو وہ خریدار ہی کی ہلاک ہو گی، اگرچہ قبضہ وکیل کے ذریعہ سے ہوا ہو۔ چنانچہ تبیین الحقائق میں ہے: ”والوکیل فی القبض عامل للمؤکل، فیصیر قابضا بقبض الوکیل حکما، فاذا ھلک، ھلک من مال الآمر“ ترجمہ: اور قبضہ کا وکیل مؤکل ہی کے لیے کام کرنے والا ہوتا ہے، لہذا وکیل کے قبضہ کے ذریعہ حکمی طور پر مؤکل قبضہ کرنے والا قرار پائے گا، پس اگر مبیع ہلاک ہو گئی، تو وہ مؤکل کے مال سے ہلاک ہو گی۔

(تبیین الحقائق، ج4، ص261، مطبوعہ ملتان)

واللہ اعلم عزوجل **و رسولہ اعلم** صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــــہ

مفتی محمد قاسم عطاری

07صفر المظفر 1445ھ/24اگست 2023ء

نوٹ: دار الافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دار الافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ www.daruliftaahlesunnat.net/ کے ذریعے کی جا سکتی ہے